

آج کل اس پر فتنہ دور میں جہاں ہر کوئی اپنی ہی دنیا میں مگن ہے وہاں دین سے دوری بڑھتی جا رہی ہے اور دنیا داری کا فتنہ بڑھتا جا رہا ہے۔ حدیث میں جس فتنے کا ذکر تھا آج اس کا عام مظاہرہ ہو رہا ہے حدیث شریف میں ہے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ کے ایک نیلے پرچے لے کر فرمایا کیا تم بھی دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ نہیں۔ فرمایا کہ میں ان فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں پر بارش کی طرح برس رہے ہیں۔

[امام بخاری، تصحیح جلد ۳، صفحہ ۷۶، رقم ۱۹۳۱]

بیان کردہ فتنہ ٹی وی، انٹرنیٹ اور موبائل کی صورت میں ہمارے گھروں پر موجود ہے اس سے کوئی شخص بھی نہیں بچتا۔

لوگوں نے دین کو جاننا چھوڑ دیا اور جو لوگ کو جاننا کا شوق رکھتے ہیں وہ کسی بھی انسان کی بتائی ہوئی بات پر اعتماد کر لیتے ہیں۔ جبکہ احادیث میں اس کی سخت ممانعت ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا

اللہ تعالیٰ ظلم کو چاہے کچھ نہیں اٹھائے گا کہ بندوں سے تمہیں لے بکد ملا، کو فائدہ دے کر ظلم اٹھائے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جہلاء (جاہلوں) کو اپنے مقتدا (امام) بنالیں گے۔ ان سے مسائل پر پوچھے جائیں گے تو ظلم کے بغیر فتوے دینگے۔ خود گمراہ ہو گئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

[امام بخاری، تصحیح جلد ۱، صفحہ ۱۵، رقم ۱۰۰]

حدیث مذکور میں جن جاہل لوگوں کا بیان ہوا۔ کا مظاہرہ اور حاضر کے جاہل امام نہاد عالموں نے بیہوشی احادیث پھیلائے کی کوشش ایسے ایمانیس کے ذریعے شروع کی اور جنہم میں اپنی جگہ بنانے میں اپنا حصہ ادا کیا جبکہ احادیث میں اس کی سخت ممانعت ہے۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

راہی بن حراش نے حضرت علی کو فرمایا کہ انا سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا مجھ سے بیہوشی بات منسوب نہ کرو کیونکہ جو میرے متعلق بیہوش ہوئے وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

[امام بخاری، تصحیح جلد ۱، صفحہ ۱۵، رقم ۱۰۶]

افسوس صد کروڑ افسوس اس پر۔ فتنہ اور جنہم میں اپنے آپ کو ڈالنے کی وجہ علماء (اہلسنت) کی صحبت اور ان سے رابطے میں نہ ہونا ہے۔

اول تو لوگوں میں دین حاصل کرنے کا شوق نہیں ہے۔ وہم جو لوگ دین حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کی اکثریت علماء اہلسنت سے ریموٹ نہیں کرتی۔ سوئم وہ لوگ جو دین کو صرف کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔

آج کے اس دور میں وہم اور سوئم قسم کے لوگوں کے لئے کافی مسائل ہیں۔ جو لوگ وہم قسم کے ہوتے ہیں۔ ان کو مختلف گمراہ فرقوں کا سامنا ہوتا ہے۔

سوئم قسم کے لوگوں کو وہم کی مشکلات ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ کسی کتاب پر پڑھ رہے ہیں اور دوسری بات یہ کہ بغیر استاد کے پڑھنے کی وجہ سے مضمون کو غلط طریقہ سے تو نہیں سمجھ رہے۔

اب ہم ان گمراہ فرقوں کا ذکر کریں گا جو ہمارا معاشرہ میں پائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب قرآن ایک مکمل کتاب ہے تو ہمیں کسی اور چیز کی کیا ضرورت ہے۔ جب کہ قرآن میں خود ہے کہ اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی۔ سورہ النساء آیت ۵۹ رسول ﷺ کی اطاعت بغیر حدیث کے ممکن نہیں ہے۔

اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کو مانو اور کسی چیز کو نہ مانو۔ جب کہ قرآن میں ارشاد ہے کہ جو تو ان میں سے ایک گروہ کی ایک جماعت کیوں نہ نکلے کہ وہ لوگ دین میں تقصد حاصل کریں۔ القرآن پکھ اور دوسری آیت میں ہے کہ حکم والوں کی اطاعت کرو۔ سورہ النساء آیت ۵۹ پکھ اور بعض لوگ یہ کام جو تعظیم رسول ﷺ کے لئے ہو کہ

بدعت کہتے ہیں جب کہ وہ کام جو وہ کرتے ہیں ان کا فائدہ کا ہونا جیسے ملحق بالسنہ بتاتے ہیں حالانکہ وہ کام جیسے بدعت کہتے ہیں ان کا کام سے زیادہ ملحق بالسنہ ہوتے ہیں۔ ان سب سے غلط کام جماعت وہ ہے جو کہ اہلسنت ہونا کا دعویٰ کرتی ہے اور بدعت کو فروع دینی ہے۔ اس قسم کے کام نہاد مسلمانوں نے اہلسنت کو زیادہ گمراہ کیا ہے بہ نسبت

دوسرے فرقوں کا۔

ہمارا مقصد ان لوگوں کی اصلاح کرنا ہے جن تین قسم کے لوگوں کا ذکر کیا تھا ان میں سے ہمیں پہلی قسم کے لوگوں کو دین کی رغبت دلانی ہے۔ انہیں دینی کتب کا مطالعہ کرنا کی رغبت دلانی ہے اور علماء اہلسنت کی صحبت کی عادت ڈالنی ہوگی۔

اور دوسری قسم کے لوگ جو علماء کے پاس جانے کے بجائے کم علم لوگوں سے مسئلے دریافت کرتا ہیں۔ انہیں ہدایت کر کے ملنا مابلسیت سے رجوع کرنا چاہیے کہنا ہو گا یا اس مسئلے کو مستند عالم کی کتب سے دیکھنے کی طرف راغب کرنا ہو گا۔ تیسری قسم کے لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی ہوگی کہ بغیر مستند استاد کے علم سیکھنا گمراہی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ اس لئے ان لوگوں کو ملنا مابلسیت کی صحبت میں بھی بیٹھنا چاہیے اور کسی کا مل صحیح، اعتقاد ہر شے سے بیعت کرنی چاہیے۔

ہمارا (ہرم فیضان صدیق کبر رضی اللہ عنہ) کا مقصد صرف اور صرف اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر ان اقسام کے لوگوں کو ان کی منزل تک پہنچانا ہے تا کہ بیان کردہ آیت کی برکتیں حاصل کر سکیں۔

امین بجا، التبی لا میں ﷺ

اللہ اور رسول اللہ ﷺ میں فرق کیا؟

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين
وما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ط

درو پاک کی فضیلت

حضرت ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر ہر جمعہ کثرت سے درود پاک پڑھو کی میری امت کا درود مجھ پر بیش ہوتا ہے۔ تو جو مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھیں گاہ وہ مجھ سے قریب رہیں گے۔

[مسند کنگرہ جلد ۲، صفحہ ۴۴۱]

اسے پیارے بھائیوں! جیسا کہ رسالہ کے شروع میں عرض کیا گیا ساتھ ہی حدیث نقل کی جس میں سر کا ﷺ نے اپنے علم غیب کے ذریعے میں محتاط کیا جن جہلا کا ذکر احادیث میں آیا ہے آج انھوں نے ایک (گمراہ) فرقے کی شکل اختیار کر لی ہے جو طرح طرح سے لوگوں کو گمراہ کرنے اور دین حق سے دور کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ وہ مسلمانوں کے عین قرآن و حدیث کے متعلق عقائد کو کھلا اپنی باطلانہ سوچ اور من گھڑت دلائل سے جھٹا کر عقیدہ مسلمین کو یہ بکھرو کر دیتے ہیں کہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کو اللہ کے برابر کر دیا (معاذ اللہ) اور یہ شرک ہے۔ (معاذ اللہ)

رسالہ خدا میں ہم ان چند عقائد و نظریات کا ذکر قرآن و حدیث کی روشنی میں کریں گے پر غصہ نہ کرتے ہیں تاکہ بحث شروع ہونے سے پہلے ذہن میں یکجہاں کا احاطہ بن جائے

پیارے ہم مسائل نہیں گمراہیوں نے عقائد باطلہ کو معاذاً اللہ شرک کے برابر پہنچا دیا۔

۱۔ نور و بشر (سر کا ﷺ کا بشر کے ساتھ ساتھ نور بھی ہونے کا مسئلہ)

۲۔ مسئلہ علم غیب (سر کا ﷺ کو اللہ کی عطا سے علم غیب ہے کہ متعلق مسئلہ)

۳۔ مسئلہ حاضر و ناظر (سر کا ﷺ کے ہر جگہ موجود ہونے کا مسئلہ)

۴۔ مسئلہ مختار کل۔

گویا کہ اس رسالے کو ان چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ ہر موضوع پر الگ الگ تفصیل آسکے اور عوام باطلت کے ساتھ ساتھ حدیث میں بیان کردہ جہلا کے آسانی سے سمجھ آسکے۔ اگر ہم بظاہر دیکھیں تو بیان کردہ عقائد صدیوں سے اہل سنت کا غاسار ہے پر جیسا کہ سر کا ﷺ نے فرمایا تھا آج اس کا عام مظاہر ہو رہا ہے۔

مسئلہ نور و بشر یہاں لوگ کئی طرح کا وہم پیدا کرتے ہیں۔ پہلا یہ کہ نور تو اللہ ہے سر کا ﷺ کو نور کہا شرک ہے۔ دوسرا اگر آپ حضور ﷺ کو نور مانتے ہو تو اس سے آپ ﷺ کی بشریت (انسان ہونے) کا انکار ہوتا ہے۔

پہلا وہم کا جواب یہ ہے کہ مخالفین خود فرشتوں کو نور مانتے ہیں تو کیا وہ اللہ کے شریک ہیں۔ اگر نہیں تو پھر حضور ﷺ کو نور ماننا بھی شرک نہیں ہو سکتا۔ دوسرا وہم کا جواب یہ ہے کہ نور سے بشریت کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کبھی بشر کے روپ میں نہ آتے۔ اگر نور کا بشر ہونا منافی ہوتا تو فرشتے بھی ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ اور کچھ لوگ جو یہ وہم ڈالتے ہیں کہ وہ تو فقی حالت تھی تو جو کام فقی طور پر ہو سکتا ہے اس کے کلی طور پر ہونے میں کیا حرج ہے۔

مسئلہ علم غیب اس کی مفصل بحث ہم اس کے مقام پر کریں گے سب سے پہلی کئی قسم کے وہام ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جن میں سے پہلا وہم یہ ہوتا ہے کہ علم غیب کا اطلاق غیر اللہ پر جائز نہیں۔ دوسرا یہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو فلاں فلاں باتوں کا علم نہیں تھا۔

پہلے وہم کا جواب یہ ہے کہ قرآن کی اس آیت اور کون سی حدیث میں مطلق علم غیب کی نفی ہے۔ اس کے جواب میں جو آیات اور احادیث پیش کی جاتی ہیں اگر انہیں غور سے مطالعہ کیا

جائے تو وہ خود اس علم غیب عطائی کی دلیل ہوتی ہیں۔ کیونکہ اگر آپ زیادہ تر دلائل کا مطالعہ کریں تو ان میں آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ غیب کے ساتھ ال کا لفظ موجود ہوتا ہے یا جن چیزوں کے ساتھ غیب کا ذکر ہے ان میں ال لام کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس کا تفصیلی ذکر بعد میں آئے گا۔ دوسرے وہم کا جواب یہ ہے کہ کئی باتوں کا علم نہ ہونا ایک الگ بات ہے اور انہیں کسی مصلحت کے تحت بیان نہ کرنا دوسری بات ہے۔

مسئلہ حاضر و ناظر میں بھی کئی اوہام پیدا کرنا کی کوشش کی جاتی ہے۔ پہلا یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو حضور ﷺ کے لئے یہ ماننا شرک ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ ایک شخص کا ہر جگہ موجود ہونا ممکن نہیں ہے۔

پہلا کا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی سرکار ﷺ کو جسمانی طور پر حاضر ماننا ہے تو یہ تو شرک ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اللہ (عز و جل) جسم سے پاک ہے۔ دوسرے طریقے میں اس طرح کہہ لیں کہ اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کی کیفیت کو بیان نہیں کیا جاسکتا لیکن حضور ﷺ کی حاضر و ناظر ہونا کی روحانی کیفیت کو بیان کیا جاسکتا ہے۔

دوسرے وہم کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ملک الموت ایک لمحہ میں کئی جگہ موجود ہوتے ہیں اور لوگوں کی جان نکالتے ہیں خواہ وہ کہیں بھی ہوں۔ کیا کوئی اس کو بھی شرک کہتا ہے۔؟؟؟

آج کل بٹنارکل کے مملو معافی سمجھائے جاتے ہیں۔ اس کو بھی یہی کہا جاتا ہے کہ تم نے اللہ کے اختیارات رسول اللہ ﷺ کو دے دیے۔ تو جناب اگر کوئی اپنے بیٹے کو کہہ دے کہ تم کو فلاں چیز کا پورا اختیار ہے کہ اس کا کچھ بھی کرو۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اگر باپ کہیں اپنا بیٹے کو کسی کام سے مسلمات کے تحت منع کر دے تو اس کے بیٹے کے اختیار میں فرق آجائے۔؟؟؟ ہرگز نہیں۔ جیسے کہ کوئی بیچ اپنا فیصلہ دے اور چیف جسٹس کوئی اور فیصلہ دے اسی طرح حضور ﷺ کے اختیارات پر کوئی فرق نہیں ہوتا اگر اللہ نے ایک دو واقعات میں حضور ﷺ کی دعا قبول نہ کی۔ اس کی کئی حکمتیں ہوتی تھیں۔

لیکن رضا ختم نمین اس پہ کرویا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کیوں تجھے

باب اول

نور و بشر

”حکیم الامت جناب مفتی احمد یار خان نعیمی نور کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

نور کے لغوی معنی ہیں روشنی، چمک، دمک اور جلال۔

[رسالہ نور، صفحہ ۴، نعیمی کتب خانہ کجرات، مغربی پاکستان]

”مفتی صاحب آگے چل کر نور کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

نور دو طرح کیا ہوتا ہے، نور حسی اور نور عقلی، نور حسی وہ جو آنکھوں سے دیکھنے میں آئے جیسے صوب، چراغ بجلی وغیرہ کی روشنی۔ نور عقلی جسکو آنکھ محسوس نہ کر سکے مگر عقل

کہے کہ پلور ہے، روشنی جاس معنی سے اسلام کو قرآن کو، ہدایت کو، علم کو نور کہا جاتا ہے۔

اہلسنت کا عقیدہ ہے سرکارِ مصلیٰ نور حسی کے ساتھ ساتھ نور ہدایت بھی ہیں، جبکہ کچھ لوگ جنسِ مصلیٰ کو نور بالکل نہیں مانتے اور کچھ لوگ مانتے بھی ہیں تو وہ بھی نور ہدایت کہہ کر جان

چھوڑا لیتے ہیں۔ جب کے جنسِ مصلیٰ ان دونوں مفاہیم میں نور ہیں۔ اس متعلق آیات قرآنی اور احادیث کے ساتھ ساتھ آراء صحابہ بھی دلالت کرتے ہیں۔

آیات قرآنی:

۱۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ کنز الایمان:

”بے شک تمہارا پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ سورہ الباقہ ۵۵ اچھ

آیت مذکور میں نور کی تفسیر میں تفسیر جلالین میں ہے

”صاحبِ مصلیٰ [تفسیر جلالین، صفحہ ۱۹، سچ اطلاع کراچی]۔

وہ (نور) جنسِ مصلیٰ ہیں۔

”نوٹ: اکثر مفسرین نے اس نور سے مراد جنسِ مصلیٰ لئے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ کنز الایمان:

”اللہ آسمانوں اور زمین کا نور جاس کے نور کی مثل، ایسی ہے کا کو یا ایک طاق میں چراغ جاور چراغ ایک قندیل میں ہے۔ سورہ النور ۳۵ اچھ

اس نور سے بھی کئی مفسرین نے مراد جنسِ مصلیٰ لئے ہیں۔ چنانچہ تفسیر ابن عباس میں ہے، اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

اللہ کے نور کی مثال رسولِ مصلیٰ کا نور ہے جب وہ اپنے آبا، اجداد کے اصحاب میں تھے۔

”فائدہ: ان آیات سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ وہ لوگ جو مطلقاً جنسِ مصلیٰ کو نور نہیں مانتے ان کے رد میں یہ بہترین دلائل ہیں۔

چونکہ کے عقیدے پر پہلا استدلال قرآن سے ہی کیا جاتا جاس لیے ہم نے یہ آیات پیش کیں۔ اور بھی بہت سی آیات قرآنی اس ضمن میں ملتی ہیں۔

احادیث نبویہ:

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس شے کو پیدا کیا، فرمایا: جابر! پیش اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق (کو پیدا کرنے) سے پہلے ہمارے نبی ﷺ کے نور کو اپنے نور (کے فیض) سے پیدا فرمایا۔۔۔

[مصنف عبد الرزاق (المجزأ بالمعقودین الجزأ الاول من المصنف) جلد اول، صفحہ ۶۳، رقم ۶۳]

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کرنا والوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ جن میں کچھ مفسرین اور اکثر محدثین نے اس کو نقل کیا ہے چونکہ کتب تواریخ، سیرت و حدیث کی کتب کے نام بہت مشہور ہیں ایک امام علامہ آلوسی (علیہ الرحمۃ) کا ہے جنہوں نے اسے اپنی تفسیر روح المعانی میں بھی جگہ نقل کیا ہے۔ نورحسبی کی یہ سب سے مستند دلیل ہے۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے دعا کی اُمّی امیرے دل اور جان میری آنکھ اور میرے کان میرے گوشت و پوست و استخوان میرے اوپر نیچے اور آگے پیچھے ہر عضو میں نور اور شہود مجھے نور کر دے۔

[صحیح مسلم جلد ۱، ص ۵۲۵، رقم ۶۳]

اس حدیث کو بخاری اور مسند احمد میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سر کا ﷺ اگر صرف نور ہدایت ہیں تو یہاں دعا مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ نبی ﷺ کسی ناممکنات کا سوال نہیں کرتے اور دوسری بات سر کا ﷺ نے فرمایا کہ میرے جسم میں نور کر دے اور مجھے نور بنا دے۔ اب کون ہے جو کہے کہ جسم میں نور کر دینا کا مطلب نور ہدایت ہے۔

۳۔ حضرت مرثد بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت ہے جس کا کچھ حصہ یہ ہے۔۔۔۔۔ میری ولادت کے وقت میری والدہ نے اپنا بدن سے ایسا نور نکلے دیکھا جس سے ان پر شام کے محلات تک روشن ہو گئے

[مسند رک، ملجام جلد ۲، صفحہ ۶۵۶، حدیث ۴۱۷۴]

فائدہ: حضور ﷺ جو اپنی والدہ کے ظلم میں تھے تو آپ کی والدہ کے جسم سے نور نکلتا تھا یعنی نبی ﷺ کے نور نے والدہ کے جسم سے ولادت سے پہلے ہی فروغ کیا اور یہ بتا دیا کہ میں ایسا نور ہوں جو کسی سے منسلک ہو تو اس کو بھی نورانی کر دے۔

۴۔ حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے قصیدے بابت سعادت میں حضور اکرم ﷺ کی مسجد نبوی میں مدح کی اور جب اپنے اس شعر پر پہنچا

بے شک یہ رسول کریم ﷺ وہ نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی تیز و حد تکوینوں میں سے ایک عظیم حق ابدار ہیں

حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ انہیں (یعنی کعب بن زبیر) کو (غور سے) سنیں۔

[حاکم، المستدرک، جلد ۳، صفحہ ۶۷، حدیث ۶۷۷۷]

فائدہ: ان صحابی نے بھی کہا کہ نبی ﷺ نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اس سے بعض لوگ مراد صرف نور ہدایت لیتے ہیں۔ جب کہ نبی ﷺ نور کے ہر مفہوم پر پورا اترتے ہیں۔ جس کا ثبوت دئے احادیث میں پیش کیا گیا ہے۔

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ہضمت بنت رواحہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے کپڑے سینے کے لئے سوئی مانگ کر لائی، حجرہ مقدسہ میں بیٹھی یہی سچی تھی کہ سوئی گر پڑی، تلاش کی نہ لی، اتنے میں نبی اللہ ﷺ تشریف لائے، حضور ﷺ کے نور کی شعاع سے سوئی ظاہر ہو گئی۔

[کنز العمال للمنی جلد ۱۵، صفحہ ۳۹۶، رقم ۳۵۴۳۶]

[تاریخ ابن عساکر جلد ۳، صفحہ ۳۱۰]

فائدہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس اشارے سے یہ ظاہر ہے کہ یہ صرف نورِ ہدایت ہی نہیں بلکہ نور کی ہر تعریف ان پر صادق آتی ہے۔ یہ حدیث بھی نورِ حسی کا ایک مکمل بیان ہے۔

۶۔ حضرت ابو ترصافہ رضی اللہ عنہ کی والدہ اور خالہ فرماتی ہیں: ہم نے نور نکلتے دیکھا ان (حضور ﷺ) کے وہاں مبارک ہے۔

[مجمع الزوائد جلد ۸، صفحہ ۲۸۰]

فائدہ: سرکار ﷺ کے ہر عضو سے نور نکلتا تھا اور یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے۔ اور یہ حضورِ ولادت مبارک کا واقعہ ہے۔ جو ان کے گھر آنے والے لوگوں نے بیان کیا۔
۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔۔۔ جب اللہ (عزوجل) نے حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا تو ان کے بیٹوں کی خبر دی۔۔۔ انہوں نے مجھے (سرکار ﷺ) سب سے نیچے ایک چمکتے ہوئے نور کی شکل میں دیکھا، عرض کی: اللہ (عزوجل)۔۔۔ کیا کون ہیں۔۔۔؟ اللہ (عزوجل) نے فرمایا: یہ میرا بیٹا احمد (ﷺ) ہے جو کہ اول بھی ہے اور آخر بھی اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والا بھی یہی ہے۔

[فضائل صحابہ جلد ۴، صفحہ ۶۶۶، رقم ۱۱۳۰]

[دلائل النبوة جلد ۵، صفحہ ۴۸۳]

[تاریخ ابن عساکر جلد ۴، صفحہ ۶۸]

فائدہ: ہر نبی (علیہ السلام) جو نبی ﷺ کے نسب میں تھے انہوں نے اس نور کا مشاہدہ کیا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں حضرت آدم (علیہ السلام) نے نبی ﷺ کو نور کی شکل میں دیکھا جب حضرت آدم اور حوا کے ملاہ کوئی انسان موجود نہیں تھا۔ یعنی نبی ﷺ کا نور کے پہلے سے موجود تھا۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے سایہ نہ تھا، اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے عمر یہ کہ ان کا نور سورج کی روشنی پر غالب آگیا، اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیا میں مگر حضور ﷺ کے نور نے اس کی چمک کو دبا دیا۔

[کتاب الوفا جلد ۲، صفحہ ۴۰۷]

فائدہ: حضور ﷺ کے نور ہونے کی وجہ سے آپ کا سایہ نہیں ہوتا تھا یا ہلکے کے اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے انوار دوسری چیزوں کے انوار پر غالب تھے۔

۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ کے سامنے والے دندان مبارک قدر کشادہ تھے اور جب کلام فرماتے تو یوں دکھتا کہ آپ کے سامنے والے دندان مبارک سے نور کی کرنیں پھوٹنے لگیں رہی ہیں۔

[سنن دارقطنی جلد ۱، صفحہ ۴۴، رقم ۵۸]

[مجموع الاوسط جلد ۱، صفحہ ۳۳۵، رقم ۷۶۷]

قائد و ہر صحابی یا صحابیہ نے اپنا مشاہدہ بیان کیا ان سب احادیث میں اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کا ہر عضو سے نور نکلتا تھا۔

۱۰۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ فرمایا میں اللہ کی بارگاہ میں حضرت آدم کی خلقت سے ۱۴۰۰ سال پہلے بھی نور تھا۔ اس سے ملتی جلتی حدیث امام احمد نے روایت کی ہے۔ اور اس حدیث کو امام دیلمی نے روایت کیا ہے۔
[دیلمی، مسند الفردوس جلد ۳، صفحہ ۲۸۳، رقم ۴۸۵۱]

اعتراض:

مخالفین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اہلسنت حضور ﷺ کو صرف نور مانتے ہیں بشر نہیں مانتے اور نور بشر نہیں ہو سکتا، جو اب اعراض ہے کہ اہلسنت کا ہمیشہ سے ہی یہی عقیدہ رہا ہے کہ سر کا ﷺ نوری بشر ہیں یعنی نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں جو حضور ﷺ کی مطلقاً بشریت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

[فتاویٰ رضویہ جلد ۱۳، صفحہ ۳۵۸، رضانامہ مذکور]

یاد رہے کہ جو حضور ﷺ کی بشریت کا انکار کرے وہ مذکورہ فتویٰ کے تحت خارج از اسلام ہوگا۔ یہ بڑا اہلسنت پر اعتراض ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں دوسرے اعتراض کہ دو جواب ہیں کہ ایک لفظی، دوسرا قرآنی، لفظی جواب یہ ہے کہ یا تو مخالفین شرک کی رٹ لگانے میں اتنا مصروف ہو گئے ہیں کہ آیت قرآنی سے بے خبر کر دیئے گئے یا پھر اپنے عقیدے سے پھر گئے، اگر یہی قائلہ ہان لیا جائے کہ نور بشر نہیں ہوتا تو پھر کیا کہا جائے گا اس آیت قرآنی کے متعلق؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: تو ہم نے اسکی طرف اپنا روحانی (جبرائیل علیہ السلام) بھیجا وہ اس کے سامنے ایک سیدہ است آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ [سورہ المریم ۱۷] یہ تو بچہ بچہ جانتا ہے کہ فرشتے نوری مخلوق ہیں جب اللہ چاہے تو فرشتہ بشر بن جائے جس سے فرشتے کی نورانیت پر کوئی فرق نہ آئے، تو جب اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو بشری صورت میں ہم تک بھیجا تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟؟ تو یہ چلا کہ یہ قائلہ دوسرے سے ہی غلط ہے۔

حرف آخر:

بیان کردہ آیت قرآنی، تفاسیر قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ سے اس بات کا صاف اظہار ہے کہ حضور ﷺ کو نور ہدایت وحسی ماننا عین قرآن و احادیث ہے۔ اس میں شرک کا کوئی عنصر نہیں پایا جاتا اور نہ ہی اس میں اللہ کی برابری ہے۔ شیطان مردود ہے اس نے انسان کو بھکانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور انسان بھی اس کی پیروی کرتے چلا اور مسلمانوں کو اس کے عقیدے سے بھگانا رہا وہ نے سر و ہر اعتراض کو کئے مکروہ حق سے بھگانا رہا، بہر حال ہمیں اس عقیدے کی چٹنگی کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ہم حضور ﷺ کو نوری بشر اللہ کی عطا سے مانتے ہیں، بیان کرنے کو تو درجنوں احادیث بیان کی جاسکتی ہیں پر ماننے والوں کے لئے ایک دلیل کافی نہ ماننے والوں کے لئے دفاتر بھی بیکار، الحمد للہ اہلسنت کا عقیدہ عین قرآن و حدیث ہے۔ امام اعظم قصیدہ نعمانیہ کے دوسرے شعر میں فرماتے ہیں

انت الذی من نورک للبدن انسا

والشمس مشرقہ بنور بھا کا

ترجمہ: آپ ﷺ وہ ہیں کہ آپ ﷺ کے نور سے چاند کی روشنی ہے اور سورج آپ ﷺ ہی کے نور زیادہ سے چمک رہا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرا نہ نور کا

اللہ اور رسول محمد ﷺ کی یاد

علم غیب

علم غیب

باب دوم

جیسا کہ باب اول میں نور مصطفیٰ پر گفتگو قائم کیے گئے، انشاء اللہ اس باب میں علم غیب کے متعلق بحث کی جائے گی۔

غیب کی تعریف کرتے ہوئے امام راغب اسفہانی علیہ رحمۃ فرماتے ہیں

غیب کا لفظ ہر اس پوشیدہ چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے جو انسانی حس سے چھپی ہو اور جو اس (یعنی دیکھنے، سننے، سوجھنے، چھلکنے اور چھونے) سے معلوم نہ ہو سکے اور نہ ہی عقل کے غور و فکر سے معلوم ہو سکے، غیب تو انبیاء علیہم السلام کے بتانے ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔

[معرفات الفاظ قرآن، صفحہ ۶۱۶]

ملفوظی احمدیہ رخانہ نعیمی علیہ رحمۃ فرماتے ہیں:

بزرگوار! اس کے جو چھپی چیز، معلوم کی جائے وہ غیب نہیں مثلاً۔۔۔۔۔ ریڑی سے دور کی آواز سن لیتے ہیں اس کو علم غیب نہ کہیں گے کیونکہ غیب کی تعریف میں عرض کر دیا گیا کہ جو اس سے معلوم نہ ہو سکے (وہ علم غیب ہے)۔

[جامع الحق، صفحہ ۳۶]

آگے چل کر آپ علیہ رحمۃ غیب کی اقسام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

'غیب کی دو اقسام ہیں ایک حسہ دلیل ہے دوسرے وہ جس پر کوئی دلیل نہیں پہلی غیب کی قسم کی مثال ہے جنت و دوزخ اور اللہ کی ذات و صفات جو قرآن کی آیات دیکھ کر پتہ چلتی ہے۔ دوسری قسم کی مثال یہ ہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ انسان کب مرے گا، ان کو لا اکل سے بھی معلوم نہیں کر سکتے۔

امام راغب اسفہانی کی بیان کردہ تعریف کے مطابق ہمیں یہ غور کرنا ہو گا کہ غیب کس سے پتہ چتا ہے گویا کہ وہ انبیاء سے پتہ چتا ہے اور غور کرے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ علیہ نے بھی تعریف بھی یہ بیان کی ہے

'غیب بتانے والا'

اور اگر آپ انگلیش میں جو لفظ پر وفیت کو ذکر فرمائی میں دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ نبی کے معنی 'غیب بتانے والا' کے ہیں۔

اب ان آیات پر غور کریں جو بظاہر علم غیب کی مطلق لٹی کرتی ہیں تو ہمیں پتہ چتا ہے کہ ان آیات میں غیب کے ساتھ 'غیب' لکھا ہوا ہے جو کہ ہماری دلیل ہے۔ عربی گرامر میں ان وہاں استعمال ہوتا ہے۔ جہاں اس سے مراد خاص یا اس نوع کی تمام چیزیں مراد ہوتی ہیں۔ تو لٹی اس غیب کی ہوئی جو اللہ (عز و جل) کے لئے خاص ہے یعنی اللہ کا ذاتی علم۔ اور اگر

اس سے مراد غیب کی کل چیزیں لی جائیں تو تب بھی اللہ کے برابر تو کوئی بھی نبی ﷺ کا علم نہیں مانتا۔

آیات قرآنی

۱۔ اور اللہ (عزوجل) کی شان یہ نہیں ہے کہ اسے عام لوگوں تم کو غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ جن ایسا بجا اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔ (سورہ آل عمران ۱۷۹)

اس آیت کی تفسیر میں صاحب خازن اپنی تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔۔۔ ۱۔
لیکن اللہ جن ایسا بجا اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے پس انکو خبردار کرتا ہے علم غیب پر جتنا وہ چاہتا ہے۔

۲۔ ہم نے تم پر یہ قرآن اترا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (سورہ النحل ۸۹)

اس آیت کی تفسیر میں امام طبری اپنی تفسیر طبری میں فرماتے ہیں۔۔۔ ۱۔
ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نازل کیا گیا اس قرآن میں تمام علم اور ہر چیز کا مدلل ہے قرآن میں ہے۔

۳۔ اور لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے قرآن سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شبہ نہیں۔ (سورہ یونس ۳۷)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ اسماعیل حقانی اپنی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔۔۔ ۱۔
یہ تفصیلی کتاب ہے اس میں وہ احکام اور ان کے سوا دوسری چیزیں بیان کی جاتی ہیں جو اللہ (عزوجل) نے لکھ دیں۔ یعنی لوح محفوظ میں تفصیل ہے۔ یعنی یہ قرآن ان شرعی اور حقیقت کی چیزوں کی تفصیل ہے جو ثابت کی جا چکی ہیں اور ثابت و ثابتہ تفسیر میں ہے کہ اس تمام کی تفصیل ہے جو تقدیر میں آ چکی ہیں اور اس کتاب میں لکھی جا چکی ہیں جن میں وہ بدل نہیں ہوتا کیونکہ وہ کتاب ازلی وابدی ہے۔

۴۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ماکان وما یکون کا بیان انھیں سکھایا۔ (سورہ الزمر ۳)

اس آیت کے تحت امام بغوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
'بیان ماکان وما یکون' (بتا دیا جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوا) ہے (کیونکہ حشر ﷻ کو لکھے اور پچھلے اور قیامت کے دن کی خبر دے دی گئی۔
[مختصر تفسیر بغوی، لکھنؤ، عالم القرآن، جلد ۴، صفحہ ۲۶۷]

۵۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اور یہ نبی ﷺ غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (الکوہر ۴۳)

اما صاوی لکھتے ہیں:

(بخیل) اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ تمہیں غیب بتانے میں غل نہیں کرتے بلکہ جتنا آپ ﷺ کو حکم کیا جاتا ہے اس کے مطابق غیب کی خبریں دیتے

ہیں۔

[حاشیہ صاوی جلد ۶، صفحہ ۳۳۳]

۱۰۰۔ اس حدیث میں بھی کچھ حدیثیں ملتی ہیں جن میں یہ ہے کہ "میں نے تمام صحابہ کرام سے سنا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو اپنے پاس سے ہٹا دیا ہے۔" (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۰۰)

[illegible]

حرف آخر

[illegible]

۱۔ اللہ کا علم سب سے پہلے ہے۔
 ۲۔ اللہ کا علم سب سے پہلے ہے۔
 ۳۔ اللہ کا علم سب سے پہلے ہے۔
 ۴۔ اللہ کا علم سب سے پہلے ہے۔
 ۵۔ اللہ کا علم سب سے پہلے ہے۔
 ۶۔ اللہ کا علم سب سے پہلے ہے۔
 ۷۔ اللہ کا علم سب سے پہلے ہے۔
 ۸۔ اللہ کا علم سب سے پہلے ہے۔
 ۹۔ اللہ کا علم سب سے پہلے ہے۔
 ۱۰۔ اللہ کا علم سب سے پہلے ہے۔

۴۔ ہر عالم حقوق اللہ کی ہڈیوں پر بیٹھ کر ہے
 ۵۔ ہر عالم ہر عالم کی ہے ریت میں
 ۶۔ علم کی ریت میں ہر عالم
 ۷۔ علم کی ہر ہڈی ہر عالم کی ہے

چند روز پہلے میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ ہونہار تھے۔ ان دنوں وہ کسی پسماندہ محل پر کھڑے تھے۔ ان کی بات میں بہت زیادہ دلچسپی نہیں تھی اور یہ

[والدہ ماجدہ علیہ الرحمۃ کا مکتوبہ تصویر دیکھیں]

عَلَى خَيْرِ مَقَرٍّ وَأَمَّا

۵۔ حضرت شہنشاہِ عالمگیری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ تم کو میری امت میں سے جو شخص ہو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو اور اللہ (عز و جل) نے اس کے لئے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو" [سنن مسلم جلد ۳، ص ۳۹۰ نم]

نہدہ اس حدیث کے تحت بی بی بی بی بی نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ تم کو میری امت میں سے جو شخص ہو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو اور اللہ (عز و جل) نے اس کے لئے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو" [سنن مسلم جلد ۳، ص ۳۹۰ نم]

۶۔ حضرت شہنشاہِ عالمگیری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ تم کو میری امت میں سے جو شخص ہو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو اور اللہ (عز و جل) نے اس کے لئے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو" [سنن مسلم جلد ۳، ص ۳۹۰ نم]

۷۔ بی بی بی نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ تم کو میری امت میں سے جو شخص ہو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو اور اللہ (عز و جل) نے اس کے لئے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو" [سنن مسلم جلد ۳، ص ۳۹۰ نم]

۸۔ حضرت شہنشاہِ عالمگیری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ تم کو میری امت میں سے جو شخص ہو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو اور اللہ (عز و جل) نے اس کے لئے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو" [سنن مسلم جلد ۳، ص ۳۹۰ نم]

۹۔ حضرت شہنشاہِ عالمگیری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ تم کو میری امت میں سے جو شخص ہو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو اور اللہ (عز و جل) نے اس کے لئے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو" [سنن مسلم جلد ۳، ص ۳۹۰ نم]

۱۰۔ حضرت شہنشاہِ عالمگیری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ تم کو میری امت میں سے جو شخص ہو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو اور اللہ (عز و جل) نے اس کے لئے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو" [سنن مسلم جلد ۳، ص ۳۹۰ نم]

۱۱۔ حضرت شہنشاہِ عالمگیری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ تم کو میری امت میں سے جو شخص ہو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو اور اللہ (عز و جل) نے اس کے لئے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو" [سنن مسلم جلد ۳، ص ۳۹۰ نم]

۱۲۔ حضرت شہنشاہِ عالمگیری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ تم کو میری امت میں سے جو شخص ہو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو اور اللہ (عز و جل) نے اس کے لئے عذاب عظیم سے محفوظ رکھا ہو" [سنن مسلم جلد ۳، ص ۳۹۰ نم]

وہ ہے کہ آقا کہاں نہیں
میں ہوں کے آقا کہاں نہیں

مختار کل

باب چہارم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ رحمۃ فرماتے ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہوا مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کو مالک بنایا، کیسا مالک بنایا کہ خود قرآن تقسیم میں فرمایا

’ویش ہم نے آپ کو بخش دیا‘ (سورہ کوثر آیت ۱)

اب کتنا کٹ فرمایا یا اللہ جانے اور اسکا محبوب ﷺ، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مالک بنادیا، اسکا کھانا خود حضور ﷺ نے فرمایا

’میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے‘ (بخاری)

پتا چا کہ جسکو ہول رہا ہے حضور ﷺ کے دست اقدس سے مل رہا ہے۔ حضور ﷺ جسے جتنا چاہے عطا فرمائے کیونکہ مختار کل جو ظہر سے اللہ کے عطا ہے۔

حضور ﷺ چاہے تو پاند کو چیر دیں، اشارہ فرمائیں تو سورق پلٹ آئے، جس پر چاہے ریشم و رسوا حلال کریں، جسکو چاہیں معاف فرمائیں۔ پانی میں دست اقدس

رہیں تو چشمہ نکل آئیں، مومنین پر کرم فرمائیں تو جنت عطا فرمادیں، جس کو چاہیں جہنم سے آزاد کر دیں وغیرہ وغیرہ

یہ ہے رب عزوجل کی عطا اور سرکار ﷺ کا مختار کل ہونا۔

اب اس باب میں اس ضمن میں آیات قرآنی اور احادیث سے استدلال کیا جائے گا۔

قرآنی آیات سے دلائل:

اے محبوب ﷺ تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑوں میں تمہیں مایم نہ بنائیں (سورہ النساء، ۶۵)

جو شخص اطاعت رسول ﷺ سے سرتابی کرتا ہے اللہ عزوجل کے متعلق قسم سے منکدر کر کے اپنا فیصلہ یہ دیتا ہے کہ وہ مومن نہیں، وہاں تو وہی اطاعت قبول ہے جو اسکے رسول ﷺ کی

اتباع و پیروی میں ہو اور وہی مطیع مطیع ہوگا جو مصطفیٰ ﷺ کی شای کا حقوق زیب گلو کئے حاضر ہوگا۔ اس جملے نے تو یہاں تک تصریح کر دی کہ ظاہری انقیاد و تسلیم کافی نہیں بلکہ

مومن وہ ہوگا جو دل کی گہرائیوں میں فرمان رسول ﷺ کے خلاف کوئی گرائی اور خصم محسوس نہ کرے۔ (فیہ القرآن)

اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو (یعنی پہنچتا ہے کہ جب اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔ (سورہ

الاحزاب ۳۶)

بے شک انہیں اختیار نہیں ہے اللہ اور رسول کے حکم پر جب وہ حکم دیں۔ (تفسیر ابن جوزی علیہ الرحمۃ)

اور اے محبوب ﷺ یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور تم نے بھی اس کو نعمت دی۔ (سورہ الاحزاب ۳۷)

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ: لو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے۔ (سورہ البقرہ ۲۹)

اور انہیں کیا برا لگا یہی ماک اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (سورہ البقرہ ۲۹)

اور کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (سورہ الحشر ۷)
 بیان کردہ آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اختیارات عطا فرمائے کہ وہ منین حضور ﷺ کو حکم بنائیں اور جو فیصلہ فرمائیں بلا تو قف قبول کرے اور ساتھ ساتھ اس کا بھی علم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اللہ کی عطا سے نعتیں عطا فرماتے ہیں اور اپنے رب عزوجل کے عطا کردہ فضل سے سارے عالم کو سرفراز فرماتے ہیں۔

دلائل از احادیث مبارکہ:

قرآن کی آیات کے ذریعے اس چیز کا ہم حاصل ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو حکم عطا فرمائیں اسے مان لے اور جو ارشاد فرمائیں اسے اپنی عقل سے لڑائے بغیر مان لے، اور جو حکم اپنے فضل سے عطا فرمائیں اسے لے لے اس متعلق احادیث کثیرہ موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ مختار کل ہیں، جسے جو چاہے دے۔
 محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث مبارکہ نقل کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کی وصول یابی کا حکم دیا، حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! ابن جمیل، خالد بن ولید اور حضرت عباس بن عبد المطلب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، حضور ﷺ نے فرمایا ابن جمیل نے کیوں منع کیا؟ کیا اسے یہ بات یاد کی گئی کہ وہ فقیر تھا اسے اللہ اور رسول ﷺ نے فقی کر دیا، اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا معاملہ یہ ہے کہ ان سے زکوٰۃ لینا عظیم کے مترادف ہے کیونکہ انہوں نے اپنا سب مال اللہ کی راہ میں وقف کر دیا ہے، یہاں تک کہ اپنی زرہ بھی، اور حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی زکوٰۃ انہیں پر صدقہ ہے بلکہ تقاضی ان کو دے دیا جائے۔

[صحیح بخاری جلد ۱، صفحہ ۱۹۸]

یہ حدیث صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن الکبریٰ، کنز العمال، صحیح ابن خزیمہ، شرح المنیہ، مصنف عبد الرزاق، اور تاریخ دمشق میں بھی موجود ہے۔
 فائدہ: حضور ﷺ نے اپنے اختیارات سے ان حضرات خالد بن ولید اور عباس بن عبد المطلب کی زکوٰۃ معاف کر دی بلکہ حضرت عباس کو مزید عطا فرمادیا۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سو بار تھا کہ تمام قرآن کی کھیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

[صحیح بخاری جلد ۱، صفحہ ۲۱۸]

یہ حدیث صحیح مسلم، مسند احمد، تفسیر قرطبی، سنن الکبریٰ، دلائل اللہ، تہذیب نعیمی، سنن ابی داؤد، شرح المنیہ میں بھی موجود ہے۔
 فائدہ: نبی ﷺ کو تمام قرآنوں کی چابیاں عطا کی گئیں کیونکہ نبی ﷺ کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطاب دیا اور فرمایا کہ اللہ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کو لے لے یا اس چیز کو جو اللہ کے پاس ہے صدیق اکبر نے لگے تو ہم کو ان کے رونے پر بڑا تعجب ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تو کسی بندے کی خبر دے رہے ہیں جسے اختیار دیا گیا۔ جس بندے کو اختیار دیا گیا وہ تو رسول اللہ ﷺ ہی تھے اور حضرت ابو بکر ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب جلد ۱، صفحہ ۵۱۶)
 اس حدیث کو صحیح مسلم اور مشکوٰۃ میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو ان کی زندگی اور موت دونوں کا مکمل اختیار تھا۔

حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا تو میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا؟ کہ جب تمہیں اللہ اور اس کا رسول بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ (صحیح بخاری کتاب تفسیر جلد ۱، صفحہ ۶۸۳)
 فائدہ: رسول ﷺ کا اختیار اتنا زیادہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے بھی نبی ﷺ کے حکم کے لئے ہٹا جائے اور اکثر علماء نے لکھا کہ اس سے نماز ٹوٹتی بھی نہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کے حضور عرض کیا اُنکی دُعا میں دونوں کو مدینہ کے درمیان کو حرم بنانا ہوں مثل اسکے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ حرم کو حرم بنایا۔ (صحیح مسلم باب فضیلت مدینہ جلد ۱، صفحہ ۴۴)

یہ حدیث صحیح بخاری، مسند احمد، ترمذی، تہذیب، کنز العمال، وربع الجوامع میں بھی موجود ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ نے مدینہ کے ایک خاص خط کو حرم بنادیا کہ اس میں سب احکام وہی لاگو ہوں جتنا جو حرم مکہ میں ہوتے ہیں اور ظاہر ہوا کہ نبی کو کسی جگہ کو حرم بنانا کا اختیار ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جس چیز سے تم کو منع کروں باز رہو، اور جس چیز کا حکم دوں اس پر حسب استطاعت عمل کرو، کہ تم سے پہلے لوگوں کو کثرتِ سوالات اور انبیاء کی مافرمائی نے ہلاک کیا۔ (صحیح مسلم باب توقیر نبی ﷺ جلد ۲، صفحہ ۶۶)

یہ حدیث سنن الکبریٰ، حشاف، اسود، مشک، تاج، فتح الباری، تفسیر قرطبی اور تفسیر ابن کثیر میں بھی موجود ہے۔

فائدہ: حضور ﷺ نے فرمادیا کہ ہر صورت میں میرے حکم پر عمل کرو، اور مجھ سے اس قسم کے سوالات نہ کرو جن میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے۔ نبیوں کی مافرمائی اور ان کی توہین کی وجہ سے جھلی امتیں ہلاک کر دی گئیں۔

حضرت ربیعہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ کے منہ وغیرہ کے لئے پانی لیکر حاضر ہوا، حضور ﷺ نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں، عرض کی میں حضور ﷺ سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور ﷺ کی رفاقت عطا ہو، فرمایا: بھلا اور کچھ؟ عرض کی میری مراد تو یہی ہے فرمایا تو میری اعانت کراپنے پر کثرت ہوئے۔ (صحیح مسلم باب فضیلت سجدہ جلد ۱، صفحہ ۱۹۳)

یہ حدیث سنن ابوداؤد، سنن نسائی، مسند احمد، دو طحا، تہذیب، کنز العمال میں بھی موجود ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں نبی ﷺ نے سوال کو مطلق رکھ یعنی کوئی شرط نہیں رکھی کہ یہ مانگو اور یہ نہ مانگو اور اسی کرم کے مطابق ان صحابی نے جنت میں حضور ﷺ کا پارہاں مانگ لیا اور انہیں عطا کر دیا گیا۔

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا کوئی تمہان نہیں، اللہ رسول اس کے تمہان ہیں۔ (جامع ترمذی باب میراث جلد ۲، صفحہ ۳۱)

یہ حدیث سنن ابن ماجہ، مسند احمد، مجمع الزوائد، ربع الجوامع، مشک، الاثر، کنز العمال، سنن دارقطنی، تاریخ دمشق، مصنف ابن ابی شیبہ اور تاریخ الکامل میں بھی موجود ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امت کا محافظ قرار ہے۔

عبداللہ بن فضالہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو جو تعلیم فرمائی تو اس میں یہ تعلیم بھی دی کہ پانچ نمازوں کی حفاظت کرو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ان اوقات میں تو مجھے بہت سے کام ہوتے ہیں میں بہت مصروف ہوتا ہوں پس میں نے کہا کہ آپ مجھے کوئی ایسا جامع حکم دے دیں کہ میں جب سے کروں تو پس وہی مجھے کافی ہو جائے تو آپ نے فرمایا، چنانچہ تو عصرین کی حفاظت کر لیا کہ تیری زبان میں عصرین کا لفظ نہ تھا پس میں نے پوچھا کہ عصرین کیا ہے تو فرمایا کہ یہ دو نمازیں ہیں جن میں سے ایک نماز سورج طلوع ہونے سے پہلے کی اور دوسری نماز سورج غروب ہونے سے پہلے کی ہے۔ (نماز فجر و عصر) (سنن ابوداؤد کتاب صلوٰۃ جلد ۱، صفحہ ۶)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب قبیلہ ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے ان کو مسجد میں نہرایا تاکہ ان کے دل نرم ہوں انہوں نے اسلام لانے کے لئے یہ شرط رکھی کہ وہ جہاد میں شامل نہیں ہو گئے زکوٰۃ و غنائم کرینگے اور نماز نہیں پڑھیں گے تو آپ نے فرمایا جہاد میں شریک نہ ہونے اور زکوٰۃ نہ دینے کی تمہیں

رخصت ہے لیکن اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں نماز نہ ہو۔ (سنن ابوداؤد کتاب النحر، جلد ۲، صفحہ ۷۷)

فائدہ: اقیف کے وفد نے جو شرائط رکھیں ان شرائط کو آپ کوئی مسلمان ہونے کے لئے دہرائیں مگر یہ صرف حضور ﷺ کے سامنے جائز تھا۔ زکوٰۃ دانا کرنے پر صدیق اکبر نے لوگوں سے قتال کیا۔ جہاد نہ کرنے والوں پر اللہ کی طرف سے وعیدیں آئیں اور نماز نہ پڑھنے والے پر بھی لاقعدہ وعیدیں ہیں۔ لیکن اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے نبی ﷺ نے زکوٰۃ اور جہاد معاف فرمائی جب یہ نہیں بتائی کہ میں اس کا اختیار نہیں بلکہ کہا کہ نماز کے بغیر دین میں بھلائی نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو زمین کسی کی ملک نہیں وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی ہے۔ (سنن اکبری جلد ۶، صفحہ ۱۴۳)

یہ حدیث تخلص الحیر اور کنز العمال میں بھی موجود ہے۔

فائدہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو زمین کسی کی ظاہری ملکیت نہیں ہے وہ اللہ اور رسول کی ملکیت ہے اس پر اللہ اور رسول کا حکم چلے گا لیکن بات یہ ہے کہ جو ظاہر ہماری ملکیت ہے وہ بھی نبی ﷺ کی ملکیت ہے کیونکہ نبی ﷺ و منوں کے ان کی جان سے بھی زیادہ مالک ہیں۔ تو ہر زمین نبی ﷺ کی ملکیت ہوئی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ چلنے سے باز رہو یا ظہر گیا۔ (کنز العمال جلد ۱۱، صفحہ ۳۸۳، حدیث ۳۱۸۲۸)

فائدہ: سورج بھی نبی ﷺ کے اشارہ کا منظر ہے کہ اگر آپ فرمادیں تو وہ سورج نکال آئی، چنانچہ سورج رک جائے اور حکم دیں تو باطلوں میں چھپ جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ فرماتی تھیں جب حضور ﷺ میرے شکم سے پیدا ہوئے ہیں نے دیکھا سجدہ میں پڑے ہیں، پھر ایک سفید امہ نے آسمان سے آکر حضور ﷺ کو احباب لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے۔ پھر وہ وہ بنا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ﷺ ایک سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہیں اور ہنر ریشمی بچھو ما بچھا ہے۔ اور گوہر شاداب کی تین کنبیاں حضور ﷺ کی منگی میں ہیں، کہنے والا کہہ رہا تھا انہرے کی کنبیاں، نفع کی کنبیاں اور نبوت کی کنبیاں، سب پر حضور ﷺ نے قبضہ فرمایا، پھر ایک اور امہ نے آکر حضور ﷺ کو احباب لیا کہ میری نکاح سے چھپ گئے، پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک ہنر ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور ﷺ کی منگی میں ہے۔ اور کوئی منادی پکار رہا ہے۔ وہ وہ ساری دنیا محمد ﷺ کی منگی میں آئی، زمین و آسمان میں کوئی حقوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔ (دلائل اللہ ۷)

فائدہ: اس حدیث سے ظاہر ہے کہ نفع اور نبوت کی پایاں آپ کو مظاہر مادی گئیں اور زمین و آسمان کی ہر حقوق آپ کے قبضے میں آگئی۔ تو جناب اس ہی کو تو مختار کل کہتے ہیں کہ ہر اللہ کی ہر حقوق نبی ﷺ کے تابع ہے اور نبی ﷺ صرف اللہ کے تابع ہیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی عورتیں آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور نہ کسی کام میں مداخلت کریں گی۔ ان باتوں میں نوحہ بھی تھی حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں کبھی نوحہ نہیں کروں گی مگر فلاں قبیلہ پر۔ کیونکہ وہ میرے نوحہ میں شریک ہوا کرتی تھیں تو مجھ پر بھی ان کے نوحہ میں شریک ہوا ضروری ہے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس قبیلہ کے۔ (صحیح مسلم کتاب جنازہ جلد ۱، صفحہ ۳۰۴)

فائدہ: نوحہ جو ممنوع ہے حضرت ام عطیہ کو ایک خاص قبیلہ پر اس کے کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا

اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام